چونکہ ظل اللہ کی جوبلی کے موقع پر
آپ بھی بیحد خوش ہیں اس لئے
یہ نظم آپ کے نام پر معنون
کیجاتی ہے۔

رشید ترابی

حُسن خود دار بنا عشق کو بیخود کر کے

مُضطرب اسکو کیا کیف کے نغمہ بھر کے

اختیار اُس کو ملا جبر کے پردہ پر کے

پھر تو عالم ہی بنا صدقے میں صورت گر کے

دہر جز جلوۂ یکتائی معشوق نہیں

ہم کہاں ہوتے اگر حسن نہ ہوتا خود بین

حُسن خود بین نے بنائی ہے یہ پیاری دُنیا

کیف و کم عشق کا تھا جس نے سنواری دُنیا

سبق آموزِ محبت ہے یہ ساری دُنیا

ہم ہوئے حُسن کے اور ہے یہ ہماری دُنیا

نگہِ جلوہ شناس آج ہے عالم تیرا

ذرّہ ذرّہ ہے یہاں راز کا محرم تیرا

بزمِ ہستی میں ہیں باطن کبھی ظاہر جلوے

جلوہ میں عقل کو ہر وقت ہیں حاضر جلوے

سب یہ تنویرِ محبت کی ہیں خاطر جلوے

ہائے خاکم بدہن کیسے ہیں کافر جلوے

کیف آگین قدِ محبوب کی رعنائیاں ہیں

عشق کی گود میں اب حُسن کی انگڑائیاں ہیں

ایک جھونکا ہے ہوا کا کہ ہے تصویرِ حیات

قطرۂ آب ہے یا ہے کوئی تعمیرِ حیات

دن گیا رات ہوئی ہے یہی زنجیرِ حیات

پتّہ پتّہ ہے مگر دفترِ تفسیرِ حیات

خاک کا ٹکڑا ہے اور لالہ فروش آتا ہے

ابر بھی جھومتا میخانہ بدوش آتا ہے

بادہ نوشان طرب عید ہے میخانہ میں
امتیاز آج نہیں اپنے میں بیگانہ میں
دیکھئے ذوقِ وفا عشق کے کاشانہ میں
مُختلف رنگ ہیں اور ایک ہی پیمانہ میں

ساری دنیا ہے یہاں ساغرِ جمشید بکف آج
مُتّحد ہوگئیں اقوام اسی عید میں آج

آج ہم تذکرۂ صدق و صفا کرتے ہیں

ذکرِ مخلوق میں خالق کی ثنا کرتے ہیں

تازہ رسم و رہِ آئینِ وفا کرتے ہیں

شکرِ نعمات دل و جان سے ادا کرتے ہیں

دیدہ ور ملک پہ اس عید کی رحمت دیکھیں

حیدرآباد میں اللہ کی قدرت دیکھیں

یہ وہ بستی ہے جہاں دل کو قرار آتا ہے

ذرّہ ذرّہ میں نظر نقش و نگار آتا ہے

قطرہ پانی کا خُمِ مے بہ کنار آتا ہے

بہمن و دے میں بھی یاں لطفِ بہار آتا ہے

زندہ ہوں آج جو یہ شہر بسانیوالے

خُلد کا نام نہ لیں خُلد کے جانیوالے

کیوں نہو ہے وہ شہنشاہ بھی اورنگ نشین

جس پہ نازاں ہیں سریر و علم و تاج و نگین

کشورِ آرائے دکن قلعہ کُشا فتح قرین

ابرِ رحمت ہے ہمارے لئے یہ حامیٔ دین

فرد ہے عدل میں یکتا ہے جہانبانی میں

ساتویں پشت ہے آصف کی سلیمانی میں

آسمان پایہ و انجم سپہ و مہر علم

گیتی افروز قمر جلوہ و برجیس حشم

خسرو راد ملک سیرت و افلاک ہمم

فخر دارا و فریدون شرف قیصر و جم

جان شاہان جہان روح خوش اقبالونکی

آس پھر بندھ گئی ٹوٹے ہوئے دل والونکی

شمعِ سلیمان ہے نہ کیوں شہر پری خانہ بنے

مُلکِ جنّت بنے اور جنّت اک افسانہ بنے

زاہدِ خشک کا عزلت کدہ میخانہ بنے

چشمِ پُرخون بھی مئے عیش کا پیمانہ بنے

مستِ نظّارہ حریفانِ نظر باز رہیں

گو رہو نگی آنکھیں بھی حسرت سے ادہر باز رہیں

حیدرآباد بنا منظرِ شانِ قدرت

یاں کی ہر شئے سے ہویدا ہے نشانِ قدرت

شاہ اپنا ہے عجب مرتبہ دانِ قدرت

جسکے فرمان ہیں تفسیرِ زبانِ قدرت

بنگئی رائے زریں جسکی جلائے کشور

اسی تنویر سے روشن ہے فضائے کشور

حیدرآباد ہے! ایمن نہیں یہ طور نہیں

پر تجلّی تو مقیّد نہیں مجبور نہیں

نور پابندِ زماں قیدیِ دستور نہیں

اُسکو ہر وقت کا چھپنا بھی تو منظور نہیں

کچھ عجب شان ہے وحدت کا ستارا چمکا

کوکبِ بخت اسی عہد میں اپنا چمکا

جامعہ تاجِ شہنشاہ میں وہ گوہر ہے

دیکھکر جس کی ضیا نجمِ سحر ششدر ہے

ملک کے راہِ ترقی کا یہی رہبر ہے

اِس سے وابستہ امید کہ وہ یکسر ہے

ملک شالوں ہیں قوی جانِ علوم اس سے ہے

رونقِ کشورِ سلطانِ علوم اس سے ہے

رشکِ نظمِ فلکی یاں کا نظامِ کشور
عدلِ داؤدؑ کی رونق ہے عدالت کا گھر
راستے کاہکشاں دیکھتی ہے جُھک جُھک کر
اور دواخانوں پہ گویا ہے مسیحا کی نظر
صحتِ عامہ پھر تازہ ہوا سے بدلی
آہِ خاموشِ غریبوں کی دعا سے بدلی

آئے ہیں خلد سے بالائے زمیں دو ساگر
نہرِ تسنیم ہے ایک ایک ہے حوضِ کوثر
نامِ عثمان و حمایت سے مُعنوَن ہو کر
بن گئے ہیں جو زُلالِ مئے اطہر یکسر
شاملِ حالِ رعایا کرمِ باری ہے
دونوں تالابوں سے فیضِ دو عالم جاری ہے

رودِ موسیٰ کے کناروں پہ خوشاشانِ چمن

عندلیبانِ جہاں سب ہیں ثنا خوانِ چمن

قوتِ ارواحِ خلائق گل و ریحانِ چمن

طائرِ قدس عجب کیا جو ہیں مہمانِ چمن

دیکھ کر رنگِ چمن حق کی ثنا کرتے ہیں

ملک و مالک کیلئے روز دعا کرتے ہیں

تاک سے ہوتی ہے سرگوشئی دیوار سُنو

شاخِ گُل بُلبلوں سے کہتی ہے ہر بار سُنو

لبِ غُنچہ سے ذرا عِشق کے اسرار سُنو

دل کے ٹوٹے ہوئے شیشوں کی بھی جھنکار سُنو

گُل وفا داریوں میں طاق ہوئے جاتے ہیں

اب تو معشوق بھی عُشاق ہوئے جاتے ہیں

زرِ گُل کیا ہے فقط عشق کا بیعانہ ہے

رازِ بُلبُل کی مُحبت کا اب افسانہ ہے

لالہ گر داغ بہ دِلِ غم سے ہو دیوانہ ہے

سبزہ بھی لہر میں ہے گرچہ وہ بیگانہ ہے

باڑھ کہتی ہے کہ ہاں سرو سے رعنائیاں لے

کہکشاں مہ جبیں تری دیکھے تو انگڑائیاں لے

وطن اِس عہدِ مبارک میں یہ ممتاز ہوا

جتنا کل پست تھا آج اُتنا سرافراز ہوا

کام جو کوئی ہوا قابلِ صد ناز ہوا

نوجوانوں پہ درِ علم و عمل باز ہوا

لطفِ شہ جب مرضِ جہل کی دارو بن جائے

کیوں نہ ہر طفل فلاطون و ارسطو بن جائے

نوجوانوں رہے اب دل میں یہ تصویرِ وطن

اپنے ہاتوں سے تمہیں کرنی ہے تعمیرِ وطن

فکرِ فردا میں مقدر ہوئی تقدیرِ وطن

باندھ لو ہمتِ مردانہ سے زنجیرِ وطن

اب تو ہشیار ہو اے وقت کے کھونیوالو

دن چڑھا چونکو سرِ شام سے سونیوالو

یہی اچھا بھی ہے ہو جاؤ جو بیمارِ وطن

اوجِ عزت پہ وہ بیٹھا جو ہوا خوارِ وطن

اپنے ہاتوں سے نہ ٹوٹے کہیں اک تارِ وطن

اونچی ہوتی رہے ہر روز یہ دیوارِ وطن

رازِ پوشیدہ اسی میں ہے برومندی کا

بھید صیّاد سے کہنا نہ چمن بندی کا

تم سے ہے نامِ خدا مُلک کی یہ آبادی
قیدیٔ حبِّ وطن ہو تو ملے آزادی
دل سے مالک کی فداکاریوں کے ہو عادی
دھوم سے جوبلی کی شہ کے رچاؤ شادی
آج ساقی مئے عشرت کی صلا دیتا ہے
فکرِ فردا دلِ غمگین سے ہٹا دیتا ہے

اے کہ تو فخرِ سلاطینِ جہاں ہے شاہا

نیّرِ بخت ترا نور فشاں ہے شاہا

تیرے بدخواہ پہ یہ سال گراں ہے شاہا

آج مشغولِ دُعا سارا جہاں ہے شاہا

حیدرآباد ترے سایہ میں آباد رہے

اور تری سالگرہ خضر ہی کو یاد رہے

بار یابی کیلئے شمس و قمر ہیں مضطر
در سے ہٹتی نہیں پر وین و ثریا کی نظر
کشتیوں میں ہیں درخشندہ ستاروں کے گھر
چپ ہیں دکھلاتے ہیں کچھ پاسِ ادب کا منظر
کہ ہے تیرے لئے یہ شادیٔ جاوید کا چاند
جوبلی نذر میں لایا ہے یہ دو عید کا چاند

۱۳۴۶ ف

رونقِ بزمِ دکن جب سے ہے تو با اقبال

مددِ حیدرِؑ صفدر ہے ترے شاملِ حال

اک طرف اُسکی حمایت سے ہے مبذولِ افضال

اک طرف اُسکی شجاعت سے نمایاں ہے جلال

نیرِ بخت کو تیرے ہے عُلو سے مطلب

جو بلی شمعِ نجف بن کے ہوئی خود کوکب

۱۳۵۵ھ